بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

پندرہویں صدی کا معرکۂ حق و باطل

وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا:

"بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے — اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو اور دشمن کی آواز سُن کر دشمن کو قتل کرنے اور درجاتِ شہادت حاصل کرنے کے لیے دوڑے۔" (مسلم شریف)

نیز فرمایا:

"وہ شخص جس نے نہ تو جہاد کیا نہ مجاہدین کو سروسامان بہم پہنچایا اور نہ مجاہدین کے اہل و عیال کی خبر گیری کی اسے اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار کر دے گا۔" (ابوداؤد)

اور ایک حدیث یوں ہے کہ:

"جو شخص اپنی زندگی میں جہاد کا خیال تک نہ لائے اور مر جائے تو اس کی موت ایک لحاظ سے منافق کی موت ہوگی۔" (مسلم شریف)

ہمارے ہمسایہ ملک افغانستان میں سرخ سامراج جو خونی ڈرامہ تین سال سے دنیا کو دکھا رہا ہے اس سے ہم لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ وہاں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے کی

توقع ہے اس کے نتائج پر انسانیت کی بقا و سلامتی کا دارو مدار ہے۔ روس نے جس ننگی جارحیت اور درندگی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے اثرات اگر پوری نوعِ انسان اور پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیں تو کچھ بعید نہیں۔ لادینیت اور انسان دشمنی کا اشتراکی دیو جس طرح افغانستان میں دخل انداز ہُوا ہے اس نے فتنۂ تاتار کو بھی مات کر دیا ہے۔ پورے عالم اسلام کو غفلت سے بیدار ہو کر احساس کرنا چاہیے کہ یہ عفریت عنقریب ان کے ہر گھر پر دستک دیگا کیونکہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے خلاف صہیونیت اور اشتراکیت کے مذموم اتحاد کی ایک کڑی ہے سنہ ۱۸۴۰ء میں ہی اس کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی۔ ۱۸۲۶ء سے ہی زارِ روس، جو توسیع پسندی کے مرض میں مبتلا تھا، ترکمان کی مسلمان ریاستوں کو جو افغانستان اور ایران سے ملحقہ واقع تھیں، اپنی ہوس و آز کا نشانہ بناتا رہا۔ سنہ ۱۸۲۷ء میں زارِ روس جارجیا میں بمعہ لاؤ لشکر داخل ہو گیا۔ سنہ ۱۸۳۴ء میں قفقاز پر رُوس کا تسلط ہو گیا۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں سمرقند و بخارا کے علاقے روس نے فتح کر لیے۔ سنہ ۱۸۱۵ء میں قوقند پر رُوس نے قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں پامیر پر قبضہ ہوا، انسان کا خون قطب شمالی کے سفید ریچھ کے منہ لگ گیا تو اس کی بھوک اور شکم پُری کا کوئی حساب نہ رہا، چغتائی کا پایہ تخت گیا، ترکوں کی جنم بھومی گئی، طغرل خاں کا ناچور ہا گیا، چنگیز خاں کا صحرائے گوبی گیا، قراقرم کی وادیاں گئیں، تاشقند کی خواتین کی راجدھانی گئی، امیر تیمور گورگان کا سمرقند گیا، الغ بیگ کا بلخ، سفید ریچھ چبا کر کھا گیا۔

شمالی ریچھ کے جبڑوں سے کون بچ کر نکل سکا؟ ــــــ کشلوک اور خاقان مغلوب ہوئے، زریں خیل لقمہ تر بنے، استراخان کے ترکمان ختم ہوتے، کریمیا کے ترک ہضم ہوتے، خیوا کا پرچم گرا، بخارا تاراج ہوا۔ برلاس قبیلہ کے سردار مارے گئے، شیبانی خان کے ازبک سوار عدم سدھارے، غضب خدا کا ترک اور مغل مسلمانوں کی سات طاقتور سلطنتیں ایک صدی کے اندر سفید ریچھ کی جوع الارض اور درندگی کی بھینٹ چڑھ گئیں مگر عالم اسلام کا ضمیر بیدار نہ ہوا۔ مہذب دُنیا دیکھتی رہی اگرچہ مسلمان قومیں رُوسی استبداد کے خونی پنجوں میں گرفتار ہیں لیکن اسلام پر قائم ہیں۔ امام بخاری کا دیس غلام ہے۔ کسی نے اس کے لیے جہاد کی فرمائش نہیں کی۔ کمیونسٹ انقلاب نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ تمام مسلمان ریاستیں سوویت روس میں مدغم کر دی گئیں۔ مذہب پر پابندی لگا دی گئی۔ مسجدیں مسمار کر دی گئیں!

سنہ ۱۹۲۸ء تک تمام دینی مکتب، مدرسے، شرعی عدالتیں، اوقاف اور مذہبی ادارے بند

کر دیے گئے۔ عربی رسم الخط کی جگہ لاطینی رسم الخط بہ نوک شمشیر رائج کر دیا گیا۔ مسلمانوں کے حج پر جانے پر پابندی لگا دی گئی، زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کی ممانعت کر دی گئی، ملحدانہ نظریات کا پرچار زور و شور سے شروع کر کے مسلمان علماء کو قید کر دیا گیا اور ہزاروں کو قتل کر دیا گیا۔

۱۹۱۷ء سے قبل مسلمانوں کی ۲۴ ہزار مساجد تھیں۔ اب صرف ۳ ہزار ہیں، جن میں ۸۱۱ رجسٹرڈ ہیں۔ خوب صورت اور عالیشان مساجد سب کی سب روسی حکومت کے زیر قبضہ ہیں اور انہیں عجائب خانوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ مسجدیں ویران ہیں، خانقاہیں تباہ ہو چکی ہیں۔ اسلام کے آثار تک کو ملیا میٹ کر دیا گیا ہے۔

جب اشتراکی سامراج نے جانچ لیا کہ عالم اسلام سرد لاشے کی طرح بے حس ہے اور مہذب دنیا کا ضمیر سو گیا ہے تو سفید ریچھ نے ایک اور جست لگائی اور افغانستان کو دبوچ لیا۔ روسی سامراج نے اپنے مقبوضہ جنوبی علاقوں میں آٹھ کروڑ مظلوم اور مقہور مسلمانوں کی بے چینی اور بیداری کو محسوس کرتے ہوئے افغانستان پر برہنہ جارحیت کا مظاہرہ کیا۔ روسی سامراج کے کابل پر حملہ کرنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو وہی پرانا منصوبہ گرم پانیوں تک پہنچنے کا۔ دوسرا مقصد اس خطرے کی پیش بندی ہے جو روس کو کروڑوں مسلمان اقوام سے ہے جو روسی استبداد کے آہنی پنجوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے عالم اسلام کی بیداری اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے جذبات کے تحت کسی وقت بھی اپنی آزادی کا اعلان کر سکتے ہیں۔ افغانستان میں بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا بے دریغ قتل عام جاری ہے۔ بستیاں صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئی ہیں۔ کھڑی فصلیں جلا دی گئی ہیں۔ بے بس عوام پر زہریلی گیس اور نیپام بم برسائے جا رہے ہیں۔ پورے ملک کو ایک کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ ایسی کمینگی کا مظاہرہ تو ہٹلر نے بھی نہیں کیا تھا، اگرچہ وہ شکست کھا رہا تھا۔

عالم اسلام کے عوام اور دانشورو!

خدا کے لیے خواب غفلت سے انگڑائی لو۔ حالات نے اس گمان کو یقین میں بدل دیا ہے کہ دنیا کو صیہونیت سے خطرہ ہے۔ روسی کمیونزم در پردہ صیہونیت کا دوسرا نام ہے۔ اس کے بانی کارل مارکس، لینن، سٹالن، خروشچیف اور برزنیف سب یہودی ہیں۔ عالم اسلام کو

یہود کی غلامی میں دینے کے لیے دو طرف سے یلغار ہو رہی ہے۔ اسرائیل نے بیت المقدس فلسطین اور جولان پر قبضہ کر لیا ہے تو روسی صہیونیت سات عظیم مسلمان سلطنتوں کو ہڑپ کرنے کے بعد اب افغانستان پر قابض ہے اور اگر خدانخواستہ ان درندوں کو پسپا نہ کیا گیا تو پاکستان ایران اور ان کے بعد جستہ جستہ تمام تیل کی مسلمان ریاستیں مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ کے عرب مسلم اقوام کی بھی خیر نہیں۔ سرخ سامراج احیائے اسلام کو کچل دینا چاہتا ہے اور اندرا گاندھی کا رُوس سے گٹھ جوڑ صرف پاکستان کو مٹانے کے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لیے نہیں، بلکہ یہ دونوں مشرک اصنام پرست اور ملحد خدا دشمن طاقتیں کوہ قاف سے بحرِ ہند تک تمام اسلامی قوتوں اور اسلامی سلطنتوں کا خاتمہ چاہتی ہیں۔ عالمِ اسلام کے مقتدر فرمانرواؤں اور راہنماؤں کو علم ہو گا کہ فلسطین کو اسرائیل بنانے کے لیے رُوس نے یورپ سے اور امریکہ سے کسی طرح کم کوششیں نہیں کی تھیں، برطانیہ نے یہود کو فلسطین میں پہنچانے کی راہ ہموار کی۔ امریکہ نے بے پناہ اسلحہ و دولت فراہم کی اور پندرہ ۲۰ لاکھ کی اس افرادی قوت کی کمی کو رُوس نے اپنے ملک سے اور مشرقی یورپ سے یہودیوں کو اسرائیل منتقل کر کے پورا کر دیا۔ اب اسرائیل کی آبادی ۳۰ لاکھ ہے۔ پہلی جنگِ عظیم شروع ہوتے ہی لینن اور اس کے دو سو کامریڈوں کو بند ریلوے ٹرین میں حدودِ رُوس کے اندر دھکیل دیا گیا۔ جن ۱۶۵ کامریڈوں کے نام معلوم ہو سکے ان میں سے ۱۲۸ یہودی تھے۔ لینن کے رُوس پہنچتے ہی ٹراٹسکی بھی رُوس پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ تین سو امریکی یہودیوں کا ایک جتھہ تھا۔ ان سب نے مل کر رُوس کا اشتراکی انقلاب بپا کیا۔ نئی اشتراکی حکومت کے پانچ سو چھپن اعلیٰ عہدوں پر ۹۹ عہدے چھوڑ کر باقی چار سو ستاون پر یہودی فائز ہوتے۔

الیگزنڈر بٹل نے اپنی کتاب "جیوس ان دی پوسٹ وار ورلڈ" "بعد از جنگ کی دنیا میں یہودی اقوام" میں لکھا ہے:

"اگر سرخ فوج نہ ہوتی تو آج یورپ، فلسطین، افریقہ حتیٰ کہ امریکہ میں بھی کوئی یہودی نہ رہتا۔ یہودی قوم کی زندگی چند روزہ رہ گئی تھی۔ سوویت یونین نے یہودیوں کو بچالیا، لہٰذا امریکی یہودیوں کو کبھی تاریخ فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ رُوس یہودی قوم کا نجات دہندہ ہے۔"

یہودیوں کی جو خفیہ دستاویزات ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۵ء کے دوران مرتب کی گئیں، وہ ان کی کوششوں کے باوجود برٹش میوزیم میں ۱۹۰۵ء میں "دی پروٹوکولز آف دی لرنیڈ ایلڈرز

آف صیہون" کے نام سے منظر عام پر آ گئی۔ اس یہودی دستاویز میں انقلاب روس کا مکمل منصوبہ درج تھا۔ فری میسن لاج، جس کی شاخیں اسلامی ممالک میں پھیل رہی ہیں، یہودی سازش کا زبردست آلۂ کار ہیں۔ عالمِ اسلام کو جتنے مسائل درپیش ہیں وہ سب بین الاقوامی صیہونیت کی پیداوار ہیں، فلسطین اور افغانستان ایک مسئلہ کے دو نمایاں حصے ہیں۔ اسرائیلی لیڈر مسز گولڈا میئر، بیگن، موشے دایان اور دیگر سرکردہ اسرائیلی سب روسی نژاد ہیں اور روس سے ترکِ وطن کر کے اسرائیل پہنچے ہیں۔ ہمارے برادر عرب ممالک لیبیا، شام اور جنوبی یمن و عراق وغیرہ جو روس کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں ذرا یہ تو سوچیں کہ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں روس نے صدر ناصر مرحوم کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ہتھیاروں کی فراہمی جس کا معاہدہ مصر اور روس میں طے پا چکا تھا، وہ عین اس وقت روک دیے گئے جب اسرائیل کی یلغار اپنے عروج پر تھی۔

جیسا کہ ان نگارشات کے شروع میں عرض کیا جا چکا ہے۔ اشتراکیت کا عفریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ ہر مسلم ملک میں دخل اندازی کا وسیع منصوبہ بنا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۸۲ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی ایک خبر قارئین کے مطالعہ کے لیے درج کی جاتی ہے:

"روس نے پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے کابل کی ببرک کارمل حکومت سے تعلقات بہتر نہ بنائے تو کراچی سٹیل ملز اور گدو کے بجلی گھر کی دیکھ بھال کا کام روس معطل کر دے گا۔"

یہ بات ہانگ کانگ کے ہفت روزہ "فار ایسٹرن اکنامک ریویو" نے باخبر ذرائع کے حوالہ سے بتائی ہے۔ مکتوب نگار جان فلرٹن نے مزید لکھا ہے کہ:

"ماسکو پاکستان میں تخریب کاری کی حوصلہ افزائی میں سرگرم ہے۔ پانچ سو مری بلوچ اشتراکی کارمل حکومت کے زیرِ سرپرستی قندھار اور لشکرگاہ میں تخریب کاری کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مزدور کسان پارٹی کے ارکان میں دولت تقسیم کی جا رہی ہے۔ مزدور کسان پارٹی صوبہ سرحد کا انتہا پسند گروہ ہے جو زیرِ زمین سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اس کے کارکنوں کو ۶ ماہ کی تربیت کے دوران چھ ہزار افغانی ماہوار (چار سو امریکی ڈالر) دیے جا رہے ہیں۔ تربیت کے بعد جب وہ تخریب کاری میں ماہر ہو کر پاکستان میں داخل ہوں گے

تو ان کو تین ہزار افغانی ماہوار دیے جائیں۔ مزدور کسان پارٹی کا مرتضےٰ بھٹو کی دہشت گرد تنظیم الذوالفقار سے گہرا تعلق ہے۔" افغانستان کی وزارت خارجہ کے پاکستان بھاگ آنے والے ایک افسر نے انکشاف کیا ہے کہ "حال میں روس کے تربیت یافتہ انٹیلی جنس افسران کو ایران اور پاکستان میں یہ کام تفویض کیا گیا ہے کہ وہ افغان مہاجرین کے لیے مشکلات پیدا کریں اور مہاجرین کو پناہ دینے والے ممالک میں بے چینی پیدا کریں۔ کابل کی قبائلی اور قومیتوں کی وزارت پاکستان کے قبائلی علاقوں میں اسلحہ اور روپیہ تقسیم کر رہی ہے تاکہ ایسے عناصر سے، جو بِک جانے کو تیار ہوں گے، تخریب کاری اور جاسوسی جیسے کام لیے جا سکیں۔"

بین الاقوامی کمیونزم کی یہ حیلہ اور بہ نوکِ شمشیر اشاعت اور ترویج کے وسیع اور دیرینہ منصوبہ کے پس منظر میں مجاہدینِ افغانستان کی قربانیوں اور اسلامی جذبہ کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ افغانستان کے خونی سوشلسٹ انقلاب کے بعد، جس میں صدر داؤد کو قتل کر کے نور محمد ترکئی کی حکومت قائم ہوئی، افغان مجاہدین جس بہادری اور استقامت کے ساتھ اپنے قدیم اور آزاد ملک کی خود مختاری اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لیے نذرانہ جان پیش کر رہے ہیں، وہ نہ صرف تاریخِ حریتِ انسانی کا ایک نیا اور درخشاں باب ہے۔ بلکہ افغان مجاہدین اپنی سرفروشی کے لیے پوری آزاد دنیا اور بالخصوص اسلامی دنیا کی طرف سے دادِ تحسین اور بھرپور امداد کے مستحق ہیں۔ انہیں داد تو ضرور مل رہی ہے جس پر اقوامِ متحدہ اور مسلم کانفرنس کے علاوہ غیر وابستہ ممالک کی قرار دادیں گواہ ہیں لیکن مجاہدین کماحقہ امداد سے محروم ہیں۔ افغان مجاہدین تو اسلام کے تحفظ کے لیے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں اور ان کے لواحقین اور ہم وطن ناقابلِ بیان مظالم کا نشانہ بنے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں حق و باطل کی جنگ ہو رہی ہے۔ ایک تازہ مجموعۂ اشعار سے اسلام اور الحاد کے اس خونی معرکہ کی چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں ؎

قابل و قندھار و غزنی کی بہادر بیٹیاں
حق کا پرچم ہاتھ میں تھامے ہوئے ہر دم رواں

دشمنوں سے برسرِ پیکار ہیں
کٹ رہی ہیں کھا رہی ہیں گولیاں
کابل و قندھار و غزنی کی بہادر بیٹیاں

اس ضمن میں افغانستان کی ایک نوعمر مجاہدہ کا ذکر یقیناً ایمان افروز ہوگا۔

ازانس افغان کے حوالے سے یکم دسمبر ۱۹۸۱ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ افغانستان کے صوبہ زابل کی ایک مختصر سی بستی اکازئی پر روسی گن شپ ہیلی کاپٹروں کی بمباری سے سولہ سالہ نوربی بی کا باپ اور چھوٹا بھائی شہید ہوگیا۔ تب سے اس نے ارد گرد پھیلے ہوئے جنگی محاذوں پر کھانا اور پانی پہنچانے کی ذمہ داری سنبھال لی۔ ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء کو ترہ کی قبیلہ سے تعلق رکھنے والے ایک سو سے زیادہ خلقی کمیونسٹوں نے ۳۰ مجاہدین کے مورچے کو گھیرے میں لے لیا، شدید فائرنگ سے ۳۰ مجاہد شہید اور ۱۵ زخمی ہو گئے۔ نوربی بی کئی بار کھانا اور پانی لے کر گئی لیکن اسے ہر بار ناکام لوٹنا پڑا۔ سورج ڈھلنے سے پہلے اسے کئی میل دُور فیروزئی نام کے دوسرے جنگی محاذ پر جاتے دیکھا گیا۔ حریت پسند وہاں سے جا چکے تھے۔ صرف ایک بوڑھا نگران موجود تھا۔ لڑکی کے شدید اصرار پر اس نے اپنی رائفل اور کچھ گولیاں اسے دے دیں۔ رات کا اندھیرا چھا جانے کے بعد محاصرہ کرنے والوں کو گولیوں کی بوچھاڑ کا سامنا کرنا پڑا۔ نوربی بی نے بڑی تیزی سے بھاگتے ہوئے خلقی کمیونسٹوں پر فائرنگ کی۔ جوابی فائرنگ سے نوربی بی کی اوڑھنی لہو سے تر ہوگئی اور وہ بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے گر پڑی۔ ٹھیک اسی مقام پر، جہاں نوربی بی کا سانس ٹوٹ گیا، قبر کھودی گئی اور ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے سینکڑوں لوگوں نے مرنے والی کی خون آلود چادر اُس کے سرہانے لہرا دی ؎

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

افغانستان کے عوام روسی استبداد کے خلاف جو جنگِ آزادی لڑ رہے ہیں وہ اس لحاظ سے منفرد نوعیت کی ہے کہ درحقیقت یہ معرکۂ حق و باطل ہے۔ مادی ساز و سامان کی فراوانی۔ جدید ترین سائنسی اسلحہ اور بپھری ہوئی طاغوتی طاقتوں نے افغانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا اور وہ غازیانہ عزم لے کر میدانِ جدال و قتال میں اتر گئے۔ وہ اپنی ایمانی، دینی

اخلاقی اور روحانی قدروں اور اسلامی تعلیمات کی رُوح کا دفاع کر رہے ہیں جو صدیوں سے ان میں رچ بس گئی ہیں۔ افغان مجاہدین کو رُوسی حملہ آوروں سے شدید نفرت ہے جو ان کے دین و ایمان، اخلاقی قدروں، اسلامی طرزِ زندگی اور صدیوں پرانی آزادی کو ختم کرنے کے لیے ان کے ملک میں گھس آئے ہیں۔ وُہ رُوسی کمیونزم کو پوری طرح سمجھتے ہیں اور اسلام و ایمان کی مدافعت کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار رہیں اور واضح طور پر اعلان کر چکے ہیں کہ:

"او روسیو! او ملحدو! اگر تم نے چند بے ضمیر افغانوں کو خرید لیا ہے تو یاد رکھو کہ تمہاری مہیب قوت اور انسانیت سوز مظالم سے افغان عوام پر تمہارا تسلط قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم نہ صرف تمہارے سر تن سے جُدا کرتے رہیں گے بلکہ تمہارے ساتھ ان افغان ملحدوں کو بھی موت کے گھاٹ اتارتے رہیں گے جو تمہارا ساتھ دے کر اسلام اور وطن سے غداری کر رہے ہیں، چاہے وُہ ہمارے لختِ جگر ہی کیوں نہ ہوں۔"

یہ پیغام ایک افغان مجاہد نے رُوسی افسر کے خط کے جواب میں دیا جو اسے اپنے پسر نے بڑی امیدوں کے ساتھ پہنچایا تھا کہ اپنے والد کو کارمل حکومت کا ہمنوا بنا سکے۔ وُہ لڑکا کارمل فوج کا افسر تھا۔ اُس کا انجام اس کے باپ کے ہاتھ سے یُوں ہوا کہ اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور اس کی نعش پہاڑیوں میں پھینک دی گئی۔ افغانستان کے جہادِ آزادی میں ایسے واقعات کثرت سے رُونما ہو رہے ہیں کہ والدین اپنے جوان بیٹوں کو جو ملحد اور کمیونسٹ بن چکے ہیں اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں اور عورتیں اپنے خاوندوں سے لاتعلق ہو رہی ہیں اور بھائی اپنے سگے بھائیوں کو ختم کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اگر وُہ مجاہدوں کے خلاف کارمل فوجیوں یا روسیوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

روس کے مذموم عزائم، جو وُہ عالمِ اسلام کے خلاف رکھتا ہے، اقوامِ متحدہ کے ایک اعلیٰ افسر کی رپورٹ کے مطابق واضح ہو جاتے ہیں جو اس نے گذشتہ سال افغانستان میں رہ کر تیار کی ہے۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۸۲ء کے "نوائے وقت" نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ رُوس کے علاوہ کیوبا اور ایتھوپیا کے فوجی بھی افغانستان میں لڑ رہے ہیں۔ افغانستان میں رُوسی فوجوں کو ماسکو کے زیرِ اثر مشرقی یورپ کے کمیونسٹ ممالک کے علاوہ، کیوبا، ایتھوپیا اور جنوبی یمن کے نام نہاد سوشلسٹ وغیرہ جانبدار ملکوں کی فوجی کمک بھی پہنچ رہی ہے۔ جنوبی یمن کے رُوس نواز

کمیونسٹ فوجی خاص طور پر ہواباز اور ٹینک سوار اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کے خلاف ملحدوں کی مدد کر رہے ہیں۔ ایتھوپیا اور جنوبی یمن میں رُوس کو جو فوجی اڈے مل گئے ہیں، ان کے ذریعے وُہ جب چاہیں کسی بھی عرب ملک میں کسی طرح فوجی مداخلت کر سکتے ہیں۔ افغانستان کے سابق حکمران بھی غیر جانبداری کے دعووں کے ساتھ اس کی طرف روز افزوں جھکتے چلے گئے اور بالآخر اس کا جو خوفناک نتیجہ برآمد ہوا اس سے لیبیا، شام اور جنوبی یمن کے موجودہ حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

افغانستان میں حق و باطل کا جو معرکہ ہو رہا ہے اس کی کامیابی پر پورے عالم اسلام اور آزاد دُنیا کی بقاء کا انحصار ہے۔ تمام مسلمان اقوام کے عوام اور علماء کرام، جو اپنے اپنے حلقۂ اثر میں جہاد کی تبلیغ کر سکتے ہیں، اللہ رب العزت کے حکم پر گوش بر آواز بن جائیں ——— حرض المؤمنین علی القتال "مومنوں کو قتال کی ترغیب دلاؤ"۔ پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہو چکا ہے۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے سب سے پہلے ملتِ افاغنہ بڑی سج دھج کے ساتھ مقتل میں دادِ شجاعت دے رہی ہے۔ یہ سلسلہ بہ سلسلہ بڑھے گا اور بیشتر مسلم اقوام سے مشیتِ خداوندی قربانی کا مطالبہ کرے گی۔ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ سلطان فتح علی ٹیپو کے اس قولِ بلیغ کو اپنا کر میدانِ کارزار میں اترنے کا وقت آ چکا ہے۔ پندرھویں صدی ہجری کی تقریبات میں یہ سب سے بڑی تقریب ہے۔ خدا کرے کہ ملتِ اسلامیہ کی چشمِ دل وا ہو جائے۔

اسلامیانِ عالم کے اربابِ بصیرت کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ اب دلق و تسبیح و سجادہ کا وقت نہیں، فرعون اور نمرود سے بدتر قوتیں اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے میدانِ کارزار میں اتر چکی ہیں۔ اے کاش کہ آج صلاح الدین ایوبیؒ زندہ ہوتا، جمال الدین افغانی زندہ ہوتا، خوشحال خاں خٹک زندہ ہوتا، حکیم الامت علامہ اقبالؒ زندہ ہوتا تو ملتِ اسلامیہ کو یہ پیغام ملتا:

"اگر مسلمان بقاء چاہتا ہے، اپنی بقاء، اپنے ایمان و اسلام کی بقاء، اپنی عزت و آبرو کی بقاء، اپنے علوم و اقدار کی بقاء، تو پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں اسے الجہاد الجہاد کا نعرہ بلند کرنا پڑے گا۔"

جہاد بالسیف مسلمانانِ عالم پر فرض ہو چکا ہے۔ فلسطین ہو یا افغانستان، کشمیر ہو یا بیت المقدس۔ جہاد و قتال کے بغیر باطل قوتیں کبھی مسلمان کو فارغ نہیں بیٹھنے دیں گی۔ صہیونیت کے منصوبہ کے مطابق فلسطین، بیت المقدس، جولان کے بعد لبنان کی باری آچکی ہے۔ بھارت کے نہرو خاندان کی مسلم کش حکومت کشمیر کو ہڑپ کرنے کے بعد اب آزاد کشمیر پر اپنا حق جتلا رہی ہے۔ اشتراکی روس سات مسلم ریاستوں کو اپنے یونین میں ضم کرنے کے بعد اب افغانستان کو U.S.S.R یعنی اشتراکی سوویت روس کی ایک ریاست بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ چا ہے پورا ملک کھنڈر بن جائے اور سب افغان ملک چھوڑ کر چلے جائیں، اسے تو فقط ملک چاہیے، اس کے بعد اس کے جو ارادے ہیں وہ اقوام عالم پر واضح ہو چکے ہیں۔ مشرک، ملحد اور صہیونی طاقتیں بڑا مضبوط گٹھ جوڑ کر کے مسلمان اقوام پر پورے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق یورش کر رہی ہیں۔ جہاد بالسیف، جہاد بالقلم اور جہاد بالمال فرض ہو چکا ہے اور مسلمانانِ عالم کے لیے اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہو کر باطل قوتوں کو للکارنے کے سوا کوئی راہِ نجات نہیں رہی۔

افغانستان کے جیالوں کی طرح روسی ترکستان میں بھی امام شاملؒ جو گوریلا جنگ کے ماہر تھے، روسی استبداد سے انیسویں صدی عیسوی میں نبرد آزما رہے۔ دو لاکھ تربیت یافتہ اور جدید فنونِ جنگ سے واقف روسی فوج مٹھی بھر مجاہدین سے تین محاذوں پر لڑ رہی تھی۔ مسجد "یاراغلی" کے خطیب شیخ داغستان کہلاتے تھے۔ شیخ ملا محمد نے ریاضت و عبادت کی بجائے جہاد کی تعلیم و تدریس کا آغاز کر دیا۔ وہ روس کی توسیع پسندی کو بھانپ گئے تھے۔ اس مکتب میں "غمیری" نامی گاؤں سے دو شاگرد آئے، شامل اور غازی محمد۔ دونوں نے تعلیم کی تکمیل کی۔ شیخ ملا محمد نے کوہ قاف کے قبائل کو متحد و مربوط بنایا، غازی کو داغستان میں مقرر کیا۔ شامل پُراسرار طور پر مکہ معظمہ پہنچ گیا جہاں اس نے عبدالقادر الجزائری سے مسلمانوں کے عروج و زوال پر سیر حاصل بحث کی اور ایک لائحہ عمل مرتب کیا۔ واپس آکر غازی محمد کے ہاتھ پر بیعت کی اور جہاد کا اعلان کر دیا۔ پہلا معرکہ ادیر باکی خانم کے ساتھ ہوا جو روسیوں کی ہمنوا تھی۔ اس میں ناکامی ہوئی تو سوچ و بچار کے بعد گوریلا جنگ کا آغاز کر دیا۔ یہ عقابوں کی طرح روسی فوج پر جھپٹتے اور آن کی آن میں بھاری نقصان پہنچا کر واپس

آجاتے۔ مجاہدین کے لبوں پر یہ نغمہ جاری رہتا۔

"اے اللہ، گواہ رہنا، ہم دشمن سے اس طرح لڑ رہے ہیں جس طرح لڑنے کا حق ہے، ہم میں سے کوئی ایک قدم پیچھے نہیں ہٹا، کسی نے پیٹھ پر زخم نہیں کھایا، ایک ایک نے دشمن سے بہادری کا لوہا منوایا، اب ہم بہادروں کی طرح موت کا انتظار کر رہے ہیں، ہم موت کو سامنے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں، ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو موت سے ہمکنار ہوتے وقت غمگین ہو۔"

امام شامل نے قبائل کو جمع کر کے درس دیا، قرآنی حکم سنایا "کہ سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو، ایک پرچم تلے جمع ہو جاؤ۔" یہ جنگ ۱۸۶۴ء میں ختم ہو گئی۔ جب امریکہ میں خانہ جنگی ہو رہی تھی، صدر ابراہیم لنکن کا زمانہ تھا۔ ۱۸۶۵ء میں تاشقند پر قبضہ کر لیا گیا۔ امیر بخارا نے اپنی منظم فوج کے ذریعہ روسیوں سے تاشقند واپس لینے کے لیے حملہ کیا جو ناکام رہا، اس علاقہ کو رُوسی سلطنت میں شامل کر دیا گیا۔

روسی ترکستان میں مجاہدین کی سرفروشانہ جدوجہد کا ایک ہلکا سا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اس ناکامی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پورا عالم اسلام گہری نیند سوتا رہا اور کوئی مسلمان حکومت اسلام کے نام پر مجاہدین ترکستان کی مدد کو نہ پہنچی۔ آج وہی رُوس افغانستان میں بربریت اور انسانیت سوز مظالم کی داستان دہرا رہا ہے ــــ لیکن عالم اسلام سرد مہری، بے نیازی اور لاتعلقی کا مظاہرہ کر کے غفلت کی نیند سو رہا ہے۔

(قاضی محمد سعید)